بسم اللہ الرحمن الرحیم

The Teaching of Maulvies As to Sinlessness of Muhammad

BY
James Menro

عدمِ معصومیتِ محمد ﷺ

یعنی

محمد ﷺ کی بیگناہی پر مولویوں کی تعلیم

مصنفہ

علامہ جیمس منرو صاحب

1902
www.muhammadanism.org
(Urdu)
Oct.27.2004

عدمِ معصومیتِ محمد یعنی محمد مکی ﷺ کی بیگناہی پر مولویوں کی تعلیم

آیا محمد ﷺ گناہ میں آلودہ تھے یا بے گناہ ۔ ایک ایسا سوال ہے جس پر اکثر مسیحی مشنریوں اور محمدیوں میں تنازع رہتاہے۔حالانکہ اس اہم سوال پر خود محمدیوں میں اتفاق نہیں ہے۔ لہذا یہ نہایت ضروری ہے کہ قرآن کی تعلیم اس کے متعلق دریافت کریں کہ مولوی لوگ کیا کہتے ہیں اور قرآن اس بارے میں کیا سکھاتاہے؟

راناگھاٹ ضلع ندیا کے مشنری مسٹر منرو نے ارادہ کیا کہ چند علماء محمدیہ سے اس سوال کا جواب دریافت کریں تاکہ مولوی صاحب بتلائیں کہ قرآن میں اس کی بابت کیا لکھا ہے؟ انہوں نے اس امر کے بارے میں دو سوال دریافت کئے۔

۱۔ آیا محمد ﷺ کی بیگناہی قرآن کی کسی سورۃ میں تسلیم کی گئی ہے ؟ اور اگر ایسا ہے تو کس سورۃ میں؟

۲۔ سب سے پہلے مولوی یعنی مولوی جلال الدین صاحب سکنہ شانتی پور نے ان سوالوں کے جواب میں یہ فرمایا۔ کہ ان کی معلومات قرآن کی بابت ایسی نہیں ہیں کہ وہ ان سوالوں کا تسکین بخش جواب دے سکیں۔ اور انہوں نے

تحریک کی کہ اس معاملے میں مدرسہ کلکتہ کے عالم مولویوں سے استفسار کیاجائے اور مدرسے کے مولویوں میں سے ایک کانام خاص کر تجویز کیا گیا یعنی شمس العلما مولوی احمد صاحب۔

یہی سوال ندیا کے ایک مشہور مُلا بنام مُلا خداداد خاں صاحب سے بھی کیا گیا۔ اس بزرگ نے جواباً یہ لکھا کہ جہاں تک میرا علم ہے قرآن شریف میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں ہمارے نبی محمد ﷺ کی عدم عصمت کا اقرار کیا ہویا معصومیت سے انکار کیا گیا ہے۔" انہوں نے بھی تحریک کی کہ اس معاملہ میں شمس العلما مولوی احمد صاحب سے رجوع کیا جائے۔

جناب مولوی صاحب اور مُلا صاحب کی مجوزہ تجویز پر کاربند ہو کر وہی سوالات شمس العلما مولوی احمد صاحب کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔ ایک مدت مدید کے بعد مولوی صاحب موصوف نے یہ جواب دیا کہ " ہمارے نبی کی بیگناہی قرآن کی آیتوں میں سے کسی ایک آیت میں بیان نہیں ہوئی ۔ مگر متفرق طور سے بہت سی آیتوں میں اس کا ذکر ہوا ہے"۔

مثلاًسورۃ یٰسین ۱ ع ۲،۳

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

ترجمہ: اے محمد کچھ شک نہیں کہ منجملہ پیغمبروں کے تو بھی ہے سیدھے رستے پر۔

قرآن کی تفاسیر میں صراط مستقیم کے معنی جو اس اوپر کی آیت میں مندرج ہے ۔ یہ ہیں کہ وہ راہ جو خدا تے لے جاتی ہے اور دیگر راستوں سے الگ کرتی ہے۔ پس جب کسی ایک بابت کہا جائے کہ وہ سیدھے رستے پر قائم ہے۔اس کی نسبت گمان کیا جائیگا کہ وہ بیگناہ ہے۔

سورۃ الانبیاء ۵ ع ۷۵

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

ترجمہ: اورہم نے اپنی مہربانی سے اس کو لے لیا کیونکہ وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

سورۃ ص ۴ع آیت ۴۷

وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ

ترجمہ: اور وہ ہماری نظروں میں منتخب اور نیک بندوں میں تھے۔

ان آیات میں مولوی صاحب پھر وہی کہہ رہے ہیں کہ نہ صرف محمد ﷺ بلکہ اور انبیاء جو قبل ان کے معبوث ہوئے سیدھی راہ پر ہونے سے معصوم تھے یعنی انہوں نے ہر گز کوئی گناہ کبھی نہیں کیا۔ مگر یہ تعلیم قرآن کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سی آیات موجود ہیں جن میں بہت سے انبیاء کے گناہوں کا ذکر ہے اور نیز یہ کہ ان گناہوں کے لئے وہ مغفرت کے خواستگار ہوئے ۔ مثلاً دیکھو۔

سورۃ الاعراف ۲ع آیت ۲۲

فَدَلاَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

ترجمہ: اور دھوکے سے ان کو مائل کرلیا اور جوں ہی انہوں نے درخت کے پھل کو چکھا۔

اور اسی سورۃ کی آیت ۲۳ میں یوں لکھاہے۔

قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ: کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنے تئیں تباہ کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہیں فرمائیگا تو ہم بالکل برباد ہوجائینگے۔

اب کیا اس ۲۳ آیت سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آدم نے گناہ کیا اور اس کی مغفرت چاہی؟ پھر کیونکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بیگناہ تھا؟

اسی طرح ابراہیم جیسے نبی الوالعزم کی بابت سورۃ ابراہیم ۶ع آیت ۴۱ میں یوں لکھاہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے میرے پروردگار جس دن حساب ہو مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو بخش دیجیو۔

اب کیا قرآن میں یہ صاف طور سے نہیں لکھاہوا ہے کہ ابراہیم نے گناہ کیا اور اس کی معافی چاہی؟ پس کیونکر قرآن کی اس واضح تعلیم کے خلاف یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ معصوم تھا۔ یوں ہی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی بابت سورۃ القصص ۲ع آیت ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں مرقوم ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ

ترجمہ: اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے قد کا ہوا ہم نے ان کو فہم اور علم اور دانش عطا فرمائی اور نیک لوگوں کا ہم اس طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور ایک دن وہ ایسے وقت میں شہر میں آیا کہ لوگ بے خبر سوتے تھے تو اس نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑرہے ہیں ایک اس کی قوم کا اور ایک اس کے دشمنوں میں کا تو جو موسیٰ کی قوم کا تھا اس نے اس کے مقابلے میں جو اس کے دشمنوں میں کا تھا موسیٰ سے مدد مانگی موسیٰ نے اس کو مارا اور اس کا کام ہی تمام کردیا اور لگا کہنے کہ یہ تو ایک شیطان کا کام ہے جو دشمن کھلم کھلا اور گمراہ کرنے والا ہے۔ دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو اپنے اوپر ستم کیا تو میرا گناہ معاف فرما اور خدا نے اس کو بخش دیا۔

سورۃ الاعراف ۱۸ ع آیت ۱۵۰ ، ۱۵۱

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِيَ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُواْ يَقْتُلُونَنِي فَلاَ تُشْمِتْ بِيَ الأعْدَاء وَلاَ تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ

ترجمہ: اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے اور رنج میں بھرا ہوا لوٹا اور بولا کہ میرے گئے پر تم نے یہ بُری حرکت کی۔ کیا تم لوگ اپنے رب کے حکم کے منتظر نہ رہکر جلدی کر بیٹھے۔ اور موسیٰ نے تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگا اور کہا کہ اے میرے ماں جائے لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں میں تو دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ مت سان۔ دعا کی اے میرے رب میرا اور میرے بھائی کا قصور معاف کر اور ہم کو اپنی رحمت میں لے لے۔

ان مذکورہ بالا دونو اقتباس سے جو قرآن سے ہم نے کئے ہیں ان میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ موسیٰ نے انسان کا خون کیا اور ہارون نے بُت پرستی، موسیٰ اور ہارون دونوں نے اقبال کیا کہ انہوں نے سخت گناہ کیا اور دونو نے مغفرت چاہی۔ پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون دونوں بے گناہ تھے؟

داوٗد علیہ السلام بھی زنا اور خون کرنے سے گناہ کا مرتکب ہوئے جس کے لئے خدا نے اسے ایک تمثیل دے کر تنبیہ کی اور اس نے اپنے گناہوں کی معافی جھک کر مانگی۔ دیکھو۔

سورۃ ص ۲ ع آیت ۲۴، ۲۵

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنْ الْخُلَطَاء لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَفَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ

ترجمہ: داوٗد کو خیال ہوا کہ ہم نے ان کو صرف (اس تمثیل سے) حکم دیا۔ تو انہوں نے اپنے پروردگار کے آگے استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع ہوئے تو ہم نے ان کی وہ خطا معاف کردی۔

اب کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ داوٗد علیہ السلام گناہ میں آلودہ نہ تھے۔ جبکہ یہ لکھا موجود ہے کہ انہوں نے توبہ کی اور کہ وہ گناہ کے مرتکب ہوئے اور اس کی معافی مانگی اور معافی مل بھی گئی۔

اور یوں ہی یونس علیہ السلام کی بابت بھی لکھا ہے۔ دیکھو

سورۃ الصفت ۵ ع آیت ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنْ الْمُدْحَضِينَ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ

ترجمہ: اور بیشک یونس بھی پیغمبروں میں سے ہے کہ جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچا قرعہ ڈالا اور ہار گیا پھر اس کو مچھلی نے نگل لیا اور اپنے تئیں ملامت کرتا تھا۔

سورۃ الانبیاء ۶ ع آیت ۸۷

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اور ذوالنون (یعنی یونس) کو یاد کرو جب خفا ہو کر چل دیا اور اس کو ایسا واہمہ گزرا کہ ہم اس پر قابو نہیں پاسکینگے تو اندھیروں کے اندر چلا اٹھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں نے بڑا ظلم کیا۔

اب یہ کیونکر کہا جاسکتاہے کہ یونس بیگناہ تھا جس حال کہ وہ خدا کے سامنے سے بھاگا۔ اس کی حکم عدولی کی اور اپنے گنہگار ہونے کا اقبال کیا؟ قرآن کو دیکھ کر اور یہ معلوم کرنے سے کہ اس میں بہت سی ایسی آیتیں پائی جاتی ہیں جن میں یہ بتلایا گیا کہ نبیوں نے ایسے ایسے مکروہ گناہ کئے اور خدا سے مغفرت مانگی اور اپنے گناہوں کی مغفرت حاصل بھی کی۔ تب پھر کیونکر کہا جا سکیگا کہ وہ معصوم تھے ؟ لہذا ضرور ہوا کہ مسٹر منرو جناب شمس العلما مولوی احمد سے مکرر یہ اقتباسات پیش کرکے یہ سوال کریں۔ ایک سال تک تو مولانا ممدوح کو فرصت ہی نہ ہوئی کہ سوال کا جواب دیں۔ آخر کار بعد مدت مدید کے جوجواب انہوں نے ارسال فرمایا وہ ان لفظوں میں ہے۔

" ہماری دینیات کی کتابوں سے یہ ظاہر ہے ہوتاہے کہ کوئی نبی بعد عہدہ نبوت حاصل کرنے کے قصداً یا غیر قصداً کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوا اور نہ قصداً کوئی گناہ صغیرہ اس سے سرزد ہوا گو قبل پانے عہدہ نبوت کے اس نے کسی قسم کا گناہ کیا ہو۔ یہ تو بالکل حق ہے۔ کہ بعض آیات سورۃ الاعراف میں آدم کی لغزش کا اشارہ ہے۔ مگر یہ لغزش اس وقت ظہور میں آئی جبکہ وہ حوّا کے ساتھ بہشت میں رہتا تھا اور ابھی نبی کے عہدے پر مقرر نہ ہوا تھا۔ پس اس کے اس گناہ کا حوالہ کسی طرح بھی ہماری مذہبی تعلیم کے مخالف نہیں ۔ کیونکہ اس گناہ کا تعلق نبی کے قبل زمانہ عہدہ نبوت پانے سے متعلق ہے۔۔۔۔۔ یہی دلیل دوسرے انبیاء مثل موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام ، داؤد علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے لئے بھی کافی ہے۔ کیونکہ انہوں نے بھی کبھی قصداً یا غیر قصداً کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا اور نہ بعد پانے عہد نبوت کے کوئی گناہ صغیرہ قصداً آیا غیر قصداً کیا۔ اگر کبھی کوئی خطا ان سے ہوئی ہو گی تو یہ غیر قصداً یا سہواً ہوئی ہو گی۔

کیسی حیرت انگیز بات ہے۔ لائق مولوی صاحب نے پہلے فرمایا کہ نبیوں کا صراط مستقیم پر ہونا ان کے معصوم ہونے کی دلیل ہے ۔ جب مولوی صاحب کے اس دعوے کو پوچ ثابت کرکے دکھلایا گیا کہ یہ بیان قرآن کے اس حصے کے بالکل خلاف ہے جہاں نبیوں کے گناہوں کا ذکر تفصیل وار ہوا ہے ۔ تو اس کے بعد عالم اجل مولوی صاحب ایک دوسرا دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی نبی نے کبھی بعدہ عہدہ نبوت پانیکے کوئی گناہ کبیرہ قصداً یا غیر قصداً نہیں کیا اور نہ

کوئی گناہ صغیرہ قصداً ان سے سرزد ہوا۔ لیکن مولوی صاحب کا یہ بیان بھی کلیتاً قرآن کی تعلیم کی ضد میں ہے کیونکہ عالم اجل شمس العلما مولوی احمد صاحب جب ایسا بیان فرماتے ہیں کہ کسی نبی نے کوئی گناہ بعد عہدہ نبوت پانے کے نہیں کیا۔ تو یقیناً قرآن کی بہت سی سورتوں کو فراموش کردیتے ہیں جہاں بڑی صفائی سے لکھا ہے کہ آدم گناہ کبیرہ کا ملزم ہے۔

اب سنئے کہ قرآن بعض نبیوں کی بابت کیا کہتا ہے۔ اول آدم۔

سورۃ الاعراف ۲۴ ع آیت ۱۹۰

فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً جَعَلاَ لَهُ شُرَكَاء فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ترجمہ: جب خدا ان کو پورا بچہ عنایت کرتا ہے پھر اس سے جو خدا نے ان کو عنایت کی تھی خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں سو ان کے شریکوں سے خدا کی شان بہت اونچی ہے۔

دیکھو قرآن بتلاتا ہے کہ آدم نے بُت پرستی کا قبیح گناہ کیا۔ محمدیوں اورعیسائیوں کے نزدیک بُت پرستی سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہوسکتا ہے ؟ اوراب دیکھو کہ یہ گناہ اس نے کب کیا ؟ بعد اس کے کہ وہ عہد نبوت پر مقرر ہوچکا تھا۔ ہاں اس کے بعد جب وہ گناہ کرنے کے باعث بہشت سے نکالا گیا۔ ہاں اس وقت جب وہ زمین پر مثل ایک نبی کے مقرر تھا۔ پھر کیونکر مولوی صاحب کہنے کی جرات کرتے ہیں کہ آدم نے بعد نبی بننے کے کوئی گناہ نہیں کیا؟

ان کا یہ بیان بالکل غلط ہے اور قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔

دوم۔ موسیٰ علیہ السلام ۔ ہم دکھلا چکے ہیں کہ موسی علیہ السلام نے ایک انسان کا خون کیا۔ گنہگار ہو کر خدا سے اس طرح معافی مانگی۔

سورۃ القصص ۲ ع آیت ۱۵

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي

ترجمہ: اے پروردگار میں نے تو سچ مچ اپنی جان پر ستم کر ڈالا پس مجھ کو بخش دے۔

کب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گناہ کیا؟ دیکھو

سورۃ القصص ۲ ع آیت ۱۳

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى

ترجمہ۔ جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے قد کا ہوا۔

ہاں اس وقت کہ وہ نبی ہوچکا تھا۔ پھر مولوی صاحب کیونکر انکار کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بعد نبی بننے کے کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوئے ؟ ان کا یہ کہنا غلط ہی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی تعلیم کے بھی مخالف ہے۔

سوم۔ ہارون علیہ السلام۔ ہم اوپر بیان کر آئے کہ قرآن میں یہ لکھا ہے کہ ہارون نے بت پرستی کا گناہ کیا اور یہ گناہ ایسا کریہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی تاب نہ لاسکے اور غصے میں اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا ۔ (سورۃ الاعراف ۱۸ ع آیت ۱۵۰) اب کب ہارون علیہ السلام نے یہ گناہ کیا؟ بعد اس کے کہ وہ نبی

ہوا اور اس وقت جب وہ موسیٰ کا جانشین ہو کر کام کر رہا تھا اور موسیٰ سے ایک خاص حکم اس بارے میں پایا تھا۔ اور وہ حکم یہ ہے۔

سورۃ الاعراف ۱۷ ع آیت ۱۴۲

وَقَالَ مُوسَى لأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلاَ تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ: اور موسیٰ اپنے بھائی ہارون سے کہتے گئے ۔ میری قوم میں میری نیابت کرتے رہنا۔ میل جول رکھنا اور مفسدوں کے رستے نہ چلنا۔

اب کیونکر مولوی صاحب یہ بڑہانک سکتے ہیں کہ ہارون نے کبھی کوئی گناہ بعد نبی کے نہیں کیا؟ ان کا یہ کہنا نادرست اور قرآن کی تعلیم کے منشا کے بالکل خلاف ہے۔

چہار۔ حضرت داؤد علیہ السلام۔ کب داؤد علیہ السلام زنا اور قتل کے گناہ کا مرتکب ہوئے جس کے لئے خدا نے ایک مثال سے جتلایا۔ جس کے لئے اس نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور جھک کر توبہ کی؟ جیسا ہم پیچھے سورۃ ص ۲ ع آیت ۲۴، ۲۵ میں بتلاآئے ہیں۔ یعنی بعد اس کے کہ وہ نبی ہو گیا تھا بلکہ اس وقت جب وہ زبوروں کا بہت بڑا حصہ پاچکا تھا۔ پھر کیونکر مولوی صاحب دُرفشاں ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کوئی گناہ نبی ہونے کے بعد نہیں کیا؟ ان کا یہ بیان بالکل غلط اور قران کی تعلیم کے خلاف ہے۔

پنجم۔ ابراہیم علیہ السلام۔ کب ابراہیم علیہ السلام نے تین گناہ جھوٹ بولنے کے کئے جن کو وہ روز قیامت یاد کریگا (جیسا کہ مشکوۃ المصابیح جلد ۱ باب فوزا لتکبیر میں لکھاہے) اور انہیں گناہوں کے ساتھ وہ دوسرے گناہوں کا بھی ذکر کرتا ہے اور یوں لکھتا ہے۔ دیکھو

سورۃ ابراہیم ۶ ع آیت ۴۲

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو۔ میرے ماں باپ کو میرے سب ایمان والوں کو حساب کے دن بخش دیجئیو۔

کیا یہ گناہ اس نے اس وقت کئے کہ وہ نبی نہ تھا؟ نہیں۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ نبی ہونے کے بہت مدت بعد ۔ پھر نہ معلوم کیونکر مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ ابراہیم سے نبی الوالعزم نے ہر گز نبی ہونے کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا؟ یہ توصریح خلاف بیان ہے اور قرآن کی تعلیم کے بھی خلاف ہے۔

ششم۔ حضرت یونس علیہ السلام۔ یہ نبی جیسا کہ ہم دیکھ چکے خدا کے حضور سے فرار ہوا۔ خدا کا حکم عدول کیا۔ خود اپنے آپ کو ملامتی اور ظالم بتلایا۔ دیکھو سورۃ الانبیاء ۶ ع آیت ۸۷ اور سورۃ الصفت ۵ ع آیت ۱۳۹) اب یہ گناہ کب اس نے کئے ؟ بعد اس کے کہ وہ نبی ہوا۔ پھر کیونکر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یونس نے کوئی گناہ نبی ہونے کے بعد کبھی نہیں کیا؟ یہ بالکل خلاف ہے اور قرآن کی تعلیم کو رد کرنا ہے؟

یہ تمام باتیں مولوی احمد صاحب کے سامنے پیش کی جاتی گئیں مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور دیتے کیونکر۔ وہ تو پہلے ہی پیش بندی کرکے مطلع کرچکے تھے کہ ان کو مباحثہ جاری رکھنے کی فرصت نہیں ہے۔

اب مذکورہ بالا جوابوں سے اس قدر باتیں بڑی صفائی سے ثابت ہوئی ہیں۔

اول ۔ کہ کسی قرآن کی سورۃ میں انبیاء کو معصوم نہیں بتلایا گیا۔

دوم۔ اگرچہ بعض نبی الوالعزم ہیں مثل ابراہیم۔ موسیٰ، داؤد اورآدم وغیرہ۔ اور ان سب کی نسبت یہ بھی لکھاہے کہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔ مگر ان سبھوں نے گناہ کیا اورعاصی ہوئے۔

سوم۔ یہ کہ جو گناہ ان نبیوں نے کئے وہ گناہ کبیرہ تھے اور نیز کہ ان سے کہ بعد عہدہ نبوت پانے کے یہ گناہ سرزد ہوئے۔

چہارم۔ جبکہ مولوی احمد صاحب یہ فرماتے ہیں کہ انبیاء معصوم تھے تو یہ بیان ان کا اپنا ہے جس کے لئے قرآن میں کوئی سند نہیں اور یہ قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔

پنجم۔ جبکہ مولوی احمد صاحب یہ کہتے ہیں کہ کسی نبی نے نبی ہونے کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا تو یہ ان کا بیان واقعات کے خلاف ہے اور کلیتاً قرآن کے الفاظ کو رد کرتاہے۔

اب ہم یہ دیکھیں کہ کیا محمد اور دیگر انبیاء میں جو ان سے پیشتر مبعوث ہوئے کوئی فرق ہے؟ دیکھو وہ اپنی نسبت خود کیا کہتے ہیں؟

سورۃ حم السجدہ ۱ ع آیت ۵

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

ترجمہ: توکہہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں۔

سورۃ النجم ۳ع آیت ۵۶

هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَى

ترجمہ: یہ (رسول) اگلے ڈر سنانے والے میں سے ایک ڈر سنانے والا ہے۔

سورۃ آل عمران ۱۵ ع آیت ۱۴۴

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ

ترجمہ: محمد اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں مگر ایک رسول ہے اور بس اس سے پہلے اور بھی رسول ہو گذرے۔

جو کچھ اس سے پہلے لکھا گیا۔ اس سے بخوبی مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہو گیا کہ نبی الوالعزم مثل آدم ، ابراہیم، موسی، داؤد، ہارون، وغیرہ قرآن کی تعلیم کے مطابق معصوم تھے ۔ پس جب یہ قرآن بیان کرتاہے ۔ کہ محمد ﷺ بھی دوسرے نبیوں میں سے جو ان کے قبل ہو گذرے کسی بات میں الگ نہ تھے۔ تو کیا اس سے یہی سمجھا نہ جائیگا کہ دوسرے انبیا کے مطابق وہ بھی گنہگار تھا؟ کیا قرآن میں کوئی سورۃ ایسی ہے جس میں بیان ہوا ہو کہ وہ معصوم تھے؟

نہیں ایک بھی نہیں اور مولوی احمد صاحب اور مُلاصاحب ندیا قبول کرتے ہیں کہ قرآن کی کسی سورۃ میں براہ راست محمد ﷺ کی بیگناہی کا ذکر نہیں ہوا۔ تو پھر کس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ معصوم تھے؟ یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ ماسوا اس کے قرآن تو خود صفائی سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہ بھی مثل دوسرے نبیوں کے تھے یعنی گنہگار۔ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آدم ،موسیٰ ،ابراہیم ،داؤد اور دیگر انبیاء نے گناہ کیا اور خدا سے مغفرت مانگی اسی طرح محمد ﷺ نے بھی گناہ کیا اور مغفرت مانگی۔ بالضرور کیونکہ قرآن کا بیان یہی ہے۔ دیکھو۔

(۱۔) سورۃ المومن ۶ ع آیت ۵۴

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ

ترجمہ: صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔

(۲۔)سورۃ محمد ۲ ع آیت ۱۹

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ: جانتے رہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے بھی۔

(۳۔)سورۃ النسا ۱۶ ع آیت ۱۰۵، ۱۰۶۔

وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًاوَاسْتَغْفِرِ اللّهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

ترجمہ: دغابازوں کے طرفدار نہ رہو اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو۔

(۴۔)سورۃ النصر ۱ ع آیت ۳

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

ترجمہ: اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

(۵۔) سورۃ الاحزاب ۵ ع آیت ۳۷

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ

ترجمہ: اور یاد کرو اس بات کو۔۔۔۔۔اور تم جس کو چھپاتے تھے اپنے دل میں جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور اس کا زیادہ حق دار اللہ ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

(۶۔)سورۃ الفتح ۱ ع آیت ۱، ۳

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًالِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

ترجمہ: حقیقت میں ہم نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرادی تا کہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے۔

یہ مذکورہ بالا چھ آیتیں قرآن میں موجود ہیں جن میں بڑی صفائی سے ذکر ہوا ہے کہ محمد ﷺ گنہگار تھے اور ان کو خدا کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اپنے خاص گناہوں کی معافی مانگیں۔ شمس العلما مولوی احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "

کہ ایسی آیتوں کے معنی عام ہیں کہ محمد ﷺ کو اپنے لئے حکم نہیں ہوا تھا کہ توبہ کرو مگر یہ ہدایت ان کو کی گئی کہ اپنی اُمت کو ایسا کہنا سکھلاؤ کہ جب وہ گناہ کریں تو کہیں توبہ "۔ مگر مولوی صاحب کی یہ تعلیم بھی نادرست ہے اور ہم بیان کرکے ثابت کرچکے ۔ کہ مولانا ممدوح کی تعلیم قرآن کے بالکل خلاف ہے خاص کر جب یہ کہتے ہیں کہ تمام انبیاء معصوم تھے تو یہاں وہ ایک اور دوسری خطا کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کو خاص طور سے اپنی ذات کے لئے حکم توبہ کرنے کا نہیں ہوا تھا "۔ اب اس کے لئے ہم ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اول۔ (الف) جب آدم نے خدا کی نافرمانی کی تو یوں کہا جیسا کہ

سورة الاعراف ۲ ع آیت ۲۳ میں ہے۔

قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ: اور دونو لگے کہنے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر توہم کو معاف نہیں فرمائیگا اور ہم پر رحم نہیں کریگا۔ توہم بالکل برباد ہوجائینگے۔

اب کیا اس سے یہ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اور حوّا کے گناہوں کی معافی مانگتا تھا؟ پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ دوسروں کو معافی مانگنا سکھلاتا تھا جس حال کہ کوئی دوسرا آدمی زمین پر موجود نہ تھا۔

(ب) جب موسیٰ نے خون کیا تو یوں کہا۔

سورة القصص ۲ ع آیت ۱۶

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ

ترجمہ: دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو اپنے اوپر ستم کرڈالا تو میرا گناہ معاف فرما اور خدا نے اس کو بخش دیا۔

اب کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے ہی گناہ کی مغفرت مانگی؟ دیکھو کیا لکھا ہوا نہیں ہے کہ خدا نے اس کو بخش دیا؟

(ج) جب ابراہیم نے کہا۔ سورة ابراہیم ۶ ع آیت ۴۱

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے میرے پروردگار جس دن حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو بخش دیجیو۔

کیا اس نے اپنے ہی گناہوں کی معافی کا اور اپنے ماں باپ اور ایمان والوں کے گناہوں کا ہی ذکر نہیں کیا؟

(د) جب نوح نے کہا۔ سورة ہود ۸ ع آیت ۴۷

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلاَّ تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ: کہ اے میرے پروردگار میں تیری ہی پناہ مانگتا ۔۔۔۔۔ میرا قصور معاف نہیں کریگا تو میں برباد ہوجاؤنگا۔

کیا اس نے اپنے ہی گناہ کی معافی نہیں مانگی جو اس نے خدا کی مرضی کے خلاف کیا۔ یعنی اپنے بیٹے کے لئے سفارش کی تھی جس کی بابت خدا نے کہا تھا عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ یعنی یہ کام اچھا نہیں ہے۔

(ہ) جب داؤد نے کہا۔ سورۃ ص ۲ ع آیت ۲۴، ۲۵۔

وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ

ترجمہ: اس کو خیال ہوا کہ ہم نے اس کو صاف اس تمثیل سے حکم دیا ہے تو اس نے اپنے پروردگار کے آگے استغفار کی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع کیا اور معافی مانگی۔

کیا اس سے صفائی سے ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے اس بڑے گناہ یعنی زنا اور خون کی معافی مانگی ؟ کیا یہ نہیں لکھاہے؟ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ " اور ہم نے اس کی وہ خطا معاف کردی "۔ کیا اس سے خدا نے اس کو تنبیہ نہیں کی ؟ کہ زنا میں پھر نہ ہونا۔ دیکھو خدا کیا کہتا ہے۔

(د) جب یونس یوں چلایا" سورۃ الانبیاء ۶ ع آیت ۸۷

فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

اندھیرے کے اندر چلا اٹھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں نے بڑا ظلم کیا۔

تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے ہی گناہ کے لئے توبہ کی کیونکہ اسی سورۃ کی آیت ۸۸ میں یوں لکھاہے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ " توہم نے اس کی سن لی اور اس کو غم سے نجات دی ---"

کیا ان تمام آیتوں سے بلاکسی تزع کے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ یہ تمام انبیاء مثل آدم، موسیٰ، ابراہیم، نوح، داؤد، یونس نے جب لفظ توبہ کا استعمال کیا اور جن گناہوں کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور جن کے لئے انہوں نے توبہ کی تھی اور وہ ان کو معاف بھی ہوئے وہ ان کو ہی معاف ہوئے۔

دوم۔اب محمد ﷺ کی بابت قرآن ہم کو بتلاتاہے کہ یعنی کہ وہ بھی مثل دیگر انبیاء کے ہیں۔ مثل دوسرے نبیوں کے انہوں نے بھی گناہ کیا انہیں کی مانند ان کی فہمائش ہوئی کہ اپنے گناہ کے لئے توبہ کریں۔

(الف)سورۃ محمد ۲ ع آیت ۱۹ میں ان زور کے ساتھ یوں کہا۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ: اپنے گناہ اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگ۔

کیااب اگر محمد ﷺ کو اپنے گناہوں کے لئے معافی مانگنے کا حکم نہ ہوتا یعنی ان گناہوں کے لئے جو گناہ انہوں نے خود کئے اور ساتھ ہی ایمانداروں کے ان گناہوں کی معافی کے لئے جو ان سے سرزد ہوئے تو پھر ان الفاظ کے کیا معنی ہوسکتے ہیں ؟

(ب) سورۃ النساء ۱٦ع آیت ۱۰۵ میں محمد ﷺ کی بابت یوں لکھاہے۔

وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا

ترجمہ: دغابازوں کا طرفدار نہ بن۔

دیکھو کیا اس آیت کی بابت معزز مفسرین مثل جلال الدین اور یحییٰ نہیں کہتے ہیں کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ محمد ﷺ کو اس کے بُرے ارادے کے لئے ملامت کی جائے کیونکہ " تیماً ابن اوبیراک نے کوئی کپڑا چرُایا تھامگر محمد ﷺ کو اس کی رعایت منظور تھی اس کے عوض ایک بیگناہ یہودی کو ملزم قرار دینا چاہتے تھے؟ کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ محمد ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے اسی گناہ کی جوان سے سرزدہوئے معافی مانگیں۔

(ج) سورۃ الاحزاب ۵ع آیت ۳۷

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ

ترجمہ: اور تو جس کو چھپاتا تھا اپنے دل میں جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور خدا اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تو اس سے ڈر۔

کیا اس کے صاف معنی یہی نہیں ہیں کہ خدا محمد ﷺ کو ملامت کرتاہے اس گناہ کے لئے جس کے لئے وہ خدا کی نسبت آدمیوں سے زیادہ ڈرتے تھے؟ اور کیا مفسرین مثل الجنابی البیضاوی نے اس کی تفسیر میں یہ نہیں سنایا کہ یہ اس گناہ سے علاقہ رکھتاہے جو محمد ﷺ صاحب کے اپنے متنبیٰ بیٹے زید کی جوروسے نکاح کرنے کی بابت تھا؟

(ہ)سورۃ الفتح ۱ع آیت ۱، ۲میں یوں لکھاہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًالِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

ترجمہ: حقیقت میں ہم نے کھلم کھلا تجھ کو فتح کردی تاکہ خدا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے۔

کیا یہ فتح یعنی مکہ پر محمد ﷺ کا قبضہ کرادینے سے متعلق نہیں ہے؟ تو کیا اس سے یہ صاف ثابت نہیں ہے کہ جس شخص کو فتح دی جاتی ہے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں ؟ تو کیا یہ شخص محمد نہیں ہے اور کیا مفسرین مثل الذمخشری ، البیضاوی ،جلال الدین اوریحییٰ نے اگلے پچھلے ان گناہوں کی بابت یہ نہیں کہا کہ پہلے گناہ تووہ ہیں جوماریہ قبطیہ کےساتھ محمد ﷺ کی روسیاہی کرنے میں ہوئے۔ دوسرے گناہ جو زینب یعنی اپنے متنبیٰ بیٹے کی جوروسے نکاح کرنے میں ہوا۔ اب چاہے مفسرین کی رائے درست ہو یا نہ ہومگر اس سے اس قدر ثابت نہیں ہوتا کہ محمد ﷺ کی نسبت اگلے اور پچھلے گناہوں کے کرنے کا ذکر ہے ؟اسی کا ذکر کتاب مشکواۃ المصابیح (جلد ۴ باب الحوض والشفاعت مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳) میں ہے اس میں یوں لکھاہے کہ روز قیامت کو مسلمان کوشش کرینگے کہ انبیاء ان کے لئے سفارش کریں۔مگر سب

انبیاء عذر کرتے ہوئے کہینگے وہ اس قابل نہیں ہیں اور آخر کار کہینگے کہ محمد کے پاس جاؤ جو خدا کا بندہ ہے جس کے اگلے پچھلے گناہ خدا نے بخش دیئے ہیں۔ پوری حدیث حسب ذیل ہے۔

" اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق روکے جائینگے مسلمان روز قیامت اور ٹھیرے ہونگے سکتہ کی حالت میں پس کہینگے کہ کاشکہ طلب کرتے کسی کو شفاعت کرتا ہماری اور پہنچاتا ہم کو راحت کے مکانوں میں پس روئینگے مسلمان حضرت آدم کے پاس کہینگے کہ تم آدم ہو باپ سارے لوگوں کے پیدا کیا تم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اور رکھا تم کو بہشت میں اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے اپنے فرشتوں سے اور سکھائے تم کو نا ہر چیز کے شفاعت کرو ہماری نزدیک اپنے پروردگار کے اور پہنچاؤ ہم کو راحت کے مکانوں میں ۔ پس کہینگے آدم کہ نہیں ہوں میں اس مقام میں اس رتبہ میں یاد کرینگے وہ گناہ اور تقصیر اپنی کہ پہنچی ہیں ان کو کھانے کے درخت سے لیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ اول نبی مرسل ہیں کہ بھیجا انکو اوپر کافروں روئے زمین کے اور یاد کرینگے نوح گناہ اپنا کہ پہنچے اس کو کہ وہ سوال کرتے تھے پروردگار اپنے سے نجات بیٹے کی غرق ہونے سے نادانستہ ولیکن جاؤ تم ابراہیم کے پاس کہ دوست خدائے مہربان کے ہیں۔ پس روئینگے لوگ ابراہیم کے پاس کہینگے وہ بلاشبہ میں نہیں ہوں اس مرتبے کا اور یاد کرینگے وہ تین جھوٹ کہ کہا تھا ان کو دنیا میں لیکن جاؤ تم پاس موسیٰ کے کہ ایک بندہ ہے اللہ کا کہ دی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ان سے بے واسطہ نزدیک کیا ان کو پس آئینگے وہ حضرت موسیٰ کے پاس وہ کہینگے کہ تحقیق میں نہیں اس مرتبے کا اور یاد کرینگے وہ اپنی اس خطا کو کہ جو پہنچی تھی ان کو ایک شخص کے قتل کرنے سے لیکن جاؤ تم عیسیٰ کے پاس کہ بندہ خاص خدا کا ہے اور رسول اس کا اور روح اللہ کی اور کلمہ اس کا ہے پس آئینگے عیسیٰ کے پاس پس کہینگے عیسیٰ میں نہیں ہوں اس مرتبے کا لیکن جاؤ تم محمد کے پاس کہ ایک بندہ ہے کہ بخش دئے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کے اگلے اور پچھلے گناہ۔

اب کیا اس آیت سے سورۃ الفتح کی تصدیق نہیں ہوتی کہ محمد صاحب نے اگلے اور پچھلے گناہ کئے اور انہیں کی معافی مانگی اور اپنے خاص گناہوں کے لئے توبہ کی ؟

سوم۔ محمد ﷺ کی عدم عصمیت ہر دوفریق یعنی سنیوں اور شعیوں دونو کی حدیثوں میں بھی مرقوم ہے۔

(الف) حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۷۵ میں امام جعفر سے روایت ہے کہ ایک رات جب محمد ﷺ اُم سلمہ کے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے رو کریوں کہا ۔ " اے میرے پروردگار مجھ کو دوبارہ ان گناہوں کی طرف جن سے تونے مجھ کو نجات دی نہ جانے دے اور مجھ کو ایک پل بھی اپنی مرضی پر نہ چھوڑ"۔ اُم سلمہ نے ان سے کہا آپ کیوں ایسا کلمہ منہ سے نکالتے ہیں جبکہ خدا نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردئے ہیں۔ انہوں نے درد سے کہا " اے بی اُم سلمہ مجھ کو کیونکر چین آئے یا تسکین ہو جبکہ خدا نے یونس کو

صرف ایک ہی خطا کے لئے خوار کیا تھا ؟ اب کیا یہ صفائی سے ظاہر نہیں کرتا کہ محمد ﷺ نے اقرار کیا کہ انہوں نے گناہ کئے ہیں اور کہ یونس نبی نے بھی گناہ کیا تھا؟ کیا اس سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ بی اُم سلمہ بھی اس سے باخبر تھیں کہ نبی ممد ﷺ نے گناہ کئے تھے جبکہ خدا نے بخش دیا تھا؟ اور کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام جعفر نے اپنی کتاب میں محمد ﷺ کی عدم عصمت کو درج کیا ہے؟

(ب) حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۰۱ - ایک دن محمد ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ خدا کی حمد و ثنا کے بعد انہوں نے لوگوں کو مخاطب کیا اور اخر میں مکرر اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اور کہا خدا مجھے اور میری اُمت کو بخش دے "۔ اور پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ " میں تمہارے اور اپنے گناہوں کی معافی خدا سے مانگتا ہوں"۔ اب کیا یہ حدیث اس بات کو نہیں بتلاتی ہے کہ محمد ﷺ اپنے ہی گناہوں کے لئے لفظ توبہ کا استعمال کیا؟

(ج) مشکواۃ المصابیح میں بخاری و مسلم کی سند سے ذکر ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے یوں دعا کی۔

" میرے گناہوں کو معاف کرخواوہ پیچھے کے ہوں یا آگے خواہ پوشیدہ خواہ آشکارا اور جنہیں توہی جانتا ہے۔

اب کیا اس میں محمد ﷺ اپنے ہی گنہگار ہونے کا اقرار نہیں کرتے؟

(د) مشکواۃ المصابیح جلد دوم باب الاستغفار صفحہ ۳۰۶ مطبوعہ نولکشوری میں بخاری اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ " محمد ﷺ نے کہا قسم ہے اللہ کی تحقیق میں البتہ استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور توبہ کرتا ہوں طرف اس کی دن میں زیادہ ستر بار سے۔

اسی کے نیچے ایک اور حدیث میں یوں لکھا ہے۔

" اور تحقیق میں البتہ استغفار کرتا ہوں اللہ سے دن میں سو بار۔

اسی کی جلد دوم کے صفحہ ۱۰۴۵ میں مسلم عائشہ سے روایت کرتا ہے۔

" یا الہیٰ دھو گناہ میرے برف کے پانی سے اور اولے سے مجھ کو پاک کر گناہوں سے ساتھ طرح طرح کی مغفرتوں کے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں کپڑے کو پاک اور پاک کر میرے دل کو بُرے اخلاق سے جیسا کہ پاک کیا جاتا ہے کپڑا۔ اور میرے گناہوں کو مجھ سے ایسا ہی دور کردے۔ جیسا کہ مشرق سے مغرب دور ہے۔

اسی مقام پر صفحہ ۳۴۶ میں عائشہ سے ایک اور حدیث مروی ہے۔

" یا الہیٰ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس بُرے کام کے لئے کہ کیا میں نے اور بُرائی اس کام کی سے کہ نہیں کیا میں نے۔

اور مشکواۃ المصابیح کی چوتھی جلد کی حدیث میں ہم نقل کر چکے ہیں جس میں محمد ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دئے۔

(۵) اور اسی طرح مشکواۃ المصابیح جلد اوّل باب التکبیر مطبوعہ نولکشوری میں ابوہریرہ کی روایت سے آیا ہے کہ محمد ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ درمیان تکبیر اور سورہ کے کیا کہا کرتے ہیں۔

" اس کا جواب یہ دیا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو مجھ سے الگ کر جس طرح تو نے پورب اور پچھم کا فاصلہ رکھا ہے ایسا ہی مجھ سے میرے گناہ دور ہوں۔ اے میرے رب میری خطاؤں کو اور مجھ کو ایسا ہی صاف کر جیسا کہ کپڑے میل سے صاف کرتے ہیں۔ اے میرے رب میرے گناہوں کو برف کے پانی سے دھو۔

اسی مشکواۃ المصابیح میں علی ابن ابو طالب کی روات سے آیا ہے ۔ کہ جب نبی ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور منتوں کے علاوہ یہ منت بھی کرتے تھے۔ اے میرے رب میرے وہ گناہ جو میں نے کئے معاف کر اور وہ بھی جن کا قصوروار میں ہوں۔ اور وہ جو پوشیدہ کئے اور وہ جو بظاہر کردئے اور وہ جن کو صرف تو ہی جانتا ہے کیونکہ تو ان کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

اب اس سے زیادہ الفاظ اور کون سے درکار ہیں ؟ کیا یہ حدیث میں نہیں آیا کہ محمد ﷺ گنہگار تھے اور زور مرہ بلاناغہ خدا سے اپنے گناہوں کے لئے توبہ کیا کرتے تھے ؟

پس قرآن اور حدیث کے یہ کل اقتباسات بوجوہات فیل انبیاء اور محمد ﷺ کی عدم عصمت پر اقبالی ڈگری دیتے ہیں۔

(۱) کہ قرآن کی کسی سورۃ میں محمد ﷺ کو معصوم نہیں بتلایا۔

(۲) قرآن کی کسی سورۃ میں دیگر انبیاء کو معصوم نہیں بتلایا۔

(۳) قرآن کے بہت سے مقامات میں یہ واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ انبیاء مثل آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، ہارون اور داؤد اور یونس غیر معصوم تھے۔

(۴) بہت سے مقامات میں قرآن سے ثابت کیا گیا کہ انبیاء نے اپنے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی۔

(۵) قرآن کے بہت سے مقامات سے ثابت ہوا ہے کہ محمد ﷺ بھی مثل ان دوسرے انبیاء کے ہیں جوان سے قبل معبوث ہوئے۔

(۶) قرآن کے بہت سے مقامات میں محمد ﷺ کو فہمائش ہوئی اپنے خاص گناہوں یعنی ہر دو اگلے اور پچھلے کے لئے توبہ کرے۔

(۷) کئی حدیثوں میں محمد ﷺ کی عدم عصمت کا واضح طور سے ذکر ہوا جس کا اقرار خود محمد ﷺ نے آپ ہی کیا ہے۔

پس اب جب شمس العلما مولوی احمد صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انبیاء معصوم تھے اور نیز کہ محمد ﷺ نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ کسی گناہ کی معافی مانگی۔ تو یہ ان کا کہنا قرآن اور حدیث کی تعلیم کے بالکل خلاف بلکہ لغو ہے۔

اب جب یہ حالت ہے کہ کیونکر کوئی انسان مثل ابراہیم، یا موسیٰ یا داؤد یا وہ تمام انبیاجن کے گنہگار ہونے کا ذکر قرآن میں ہوا کسی کو بچاسکتے ہیں

اور کیونکر کوئی انسان مثل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بھی قرآن کی رو سے گنہگار ثابت ہوئے کسی گنہگار کو نجات دے سکتے ہیں؟

ہمیں گناہ سے صرف وہی بچا سکتا ہے جس نے ایک دفعہ یہ فرمایا تھا کہ " تم میں سے کون ہے جو مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ وہ تھے جناب سیدنا عیسیٰ مسیح۔ اور وہی ہمیں نجات دے سکتے ہیں۔

صدق اللہ العظیم